بہار تحریر

حصہ 4

علمی، تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ

عبد مصطفیٰ
AM ABDE MUSTAFA

ABOUT US

Abde Mustafa Official, a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at
Our motto : Serving Quraano Sunnat, preaching Ilme Deen and to reform people.

This team came into existence in the year 2012 and in very few years this team did a lot of acts.
There is also a special place of Abde Mustafa Official on social media networking sites.

Lots of people from all over the world are connected to us via Facebook, WhatsApp, Instagram, Telegram, YouTube and Blogger.

Abde Mustafa Official

AM ABDE MUSTAFA

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

abdemustafaofficial.blogspot.com

گدھے کی تعظیم

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ دراز گوش پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

(بخاری، باب عیادۃ المریض راکبا و....، ر5663، ملتقطاً)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ گدھے پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس لیے گدھے پر سوار ہونے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ نے (تو یہاں تک) لکھا ہے کہ جو شخص گدھے پر سواری کو کمتر اور حقیر جانتا ہے وہ خود گدھے سے بھی زیادہ کمتر اور حقیر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گدھے پر سوار ہونا سنت ہے؛ گاؤں اور دیہات میں گدھے پر سواری کے مواقع ہیں۔

(انظر: نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج11، ص923)

سبحان اللہ! جس چیز کو حضور ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ بھی معظم ہو جاتی ہے- حضور سے محبت کرنے والے ان تمام چیزوں سے محبت کرتے ہیں جس کی نسبت حضور سے ہو!

یہ کیسا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں سے تشبیہ دی جائے اور پھر ایمان کا اور عشق رسول کا دعوٰی کیا جائے؟ عشق تو یہ کہتا ہے کہ جس گدھے پر نبیوں کے امام نے سواری فرمائی ہے اب اس سواری کو حقیر سمجھنے والا خود گدھے سے زیادہ کمتر ہے۔

عبد مصطفی

کہنے سے پہلے کرو بھی

ایک بزرگ کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور کہنے لگی: اس بچے کو گُڑ کھانے سے منع فرما دیں۔

بزرگ نے کہا کہ وہ اس بچے کو دوسرے دن لے کر آئے۔

جب وہ عورت دوسرے دن بچے کو لے کر آئی تو بزرگ نے بچے سے فرمایا: بیٹا گُڑ مت کھایا کرو۔۔۔،

بچے کی ماں بولی: حضرت! یہ نصیحت تو آپ کل بھی کر سکتے تھے (پھر دوسرے دن کیوں بلایا؟)

بزرگ فرمانے لگے: کل ایسا کرنا ناممکن تھا کیوں کہ میں نے کل خود گُڑ کھایا ہوا تھا!

(انظر: آدابِ استاد و شاگرد، ص 33)

دوسروں کو نصیحت کے پھول بانٹنے سے پہلے ہمیں خود کو دیکھنا چاہیے کہ ہم نے کتنی باتوں پر عمل کیا ہے۔ اگر ہم عمل کے بعد دوسروں کو نیکیوں کی دعوت دیں گے تو ہماری دعوت قبول ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔

عبد مصطفی

حضور کی 8 ادائیں

نبی کریم ﷺ کی ہر ادا پیاری ہے جن میں سے آٹھ یہ بھی ہیں:

(1) جب بھی کوئی آپ ﷺ کو پکارتا تو آپ "لبیک" کہہ کر جواب عنایت فرماتے۔

(الشفاء، 1/121)

(2) اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے کان میں سرگوشی کرتا تو جب تک اس کی بات مکمل نہ ہو جاتی، آپ اپنا سر مبارک اس سے دور نہ فرماتے۔

(ایضاً)

(3) آپ ﷺ مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔

(ایضاً)

(4) جب کوئی ملاقات کے لیے آتا تو بعض اوقات اس کے لیے آپ اپنی چادر بچھا دیتے بلکہ اپنی مسند بھی پیش کر دیا کرتے۔

(ایضاً، 1/122)

(5) آپ ﷺ صحابہ کرام کو ان کی کنیت اور پسندیدہ ناموں سے پکارتے۔

(ایضاً)

(6) آپ ﷺ بڑی وقار کے ساتھ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی آپ کے جملوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

(ایضاً، 1/139)

(7) آپ ﷺ رفتار کے ساتھ جھک کر یوں چلا کرتے تھے گویا بلندی سے اتر رہے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلنے میں ہانپنے لگتے۔

(شمائل ترمذی، ص86)

(8) آپ ﷺ خوشبو کا تحفہ واپس نہیں فرماتے بلکہ فرماتے کہ خوشبو کا تحفہ رد مت کرو کیوں کہ یہ جنت سے نکلی ہے۔

(ایضاً، ص130)

عبد مصطفی

ایک طرف علم دین اور ایک طرف بیٹے کا جنازہ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے بیٹے کا جب انتقال ہو گیا تو آپ نے ایک شخص کو اسے دفن کرنے کی ذمے داری سونپ دی اور خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی مجلس میں علم سیکھنے چلے گئے اور کہنے لگے کہ کہیں میرا آج کا سبق نہ چھوٹ جائے!

(المستطرف فی کل فن مستطرف، ج1، ص76)

زبان سے اظہار کرنے والے تو کافی ملیں گے لیکن اصل میں اسے کہتے ہیں علم دین حاصل کرنے کا جزبہ!

اے کاش کہ ہمارے نوجوانوں کے اندر بھی ایسا جزبہ پیدا ہو جائے۔

عبد مصطفی

بس تمھاری لگن

حضرت سلطان العارفین، سلطان باہو رحمہ اللہ تعالی زمین (کھیت) میں ہل چلا رہے تھے کہ ہندوؤں کی ایک بارات کا وہاں سے گزر ہوا جو اپنا راستہ بھول چکی تھی۔ اس بارات کو قریب کے ایک گاؤں احمد پور جانا تھا۔ انھوں نے آپ علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ ہمیں احمد پور جانا ہے، راستہ کدھر سے ہے؟

آپ نے فرمایا: بتا دوں یا پہنچا دوں؟

یہ جواب سن کر وہ لوگ حیران ہوئے پھر کہنے لگے کہ بابا جی پہنچا دو۔

آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو.... اب کھولو؛ آنکھیں کھلیں تو روضۂ رسول ﷺ سامنے تھا اور بارات مدینۂ منورہ میں کھڑی تھی!

انھوں نے کہا کہ بابا جی یہ (تو وہ) احمد پور نہیں ہے جہاں ہم نے جانا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں تو اسی احمد پور کو جانتا ہوں!

(ملخصاً: شرح حدائق بخشش، ص159)

حضور ﷺ سے سچی محبت کرنے والے ہمیشہ آپ ﷺ کی یادوں میں کھوئے رہتے ہیں۔ ان کی نظروں میں بس مدینے کی تصویر ہوتی ہے۔ انھیں ہر وہ محفل پسند آتی ہے جس میں حضور ﷺ کی باتیں ہوں، ہر وہ ذکر سہانا لگتا ہے جس میں حضور ﷺ کا ذکر شامل ہو۔ بس انھی کی لگن۔۔۔،

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

عبد مصطفیٰ

ہمارے نوجوان اور سوشل میڈیا

اس زمانے میں اب بہت کم لوگ ایسے بچے ہیں جو سوشل میڈیا سے دور ہیں۔ ٹی وی، موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے ہر شخص پوری دنیا سے ایسا جڑا ہوا ہے جیسے دو انگلیاں۔ دنیا کے ایک کونے میں کچھ ہوتا ہے تو ہزاروں میل دور دوسرے کونے میں فوراً خبر پہنچ جاتی ہے۔ سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کے ذریعے مختلف شہروں کے رہنے والے ایک دوسرے کو دوست بنا رہے ہیں۔ اِن ویب سائٹس میں فیس بک، واٹس ایپ، ٹویٹر، انسٹاگرام، ٹیلی گرام اور ویڈیو کالنگ ایپس بہت مشہور ہیں۔ نوجوانوں کی اکثریت سوشل میڈیا پر موجود ہے۔ شہر کیا اور دیہات کیا، ہر جگہ سوشل میڈیا کا جال بچھا ہوا ہے۔

فائدہ بھی نقصان بھی:

جہاں ایک طرف سوشل میڈیا سے لوگوں کو بے حساب فائدہ ہوا ہے وہیں دوسری طرف بہت بڑا نقصان بھی ہوا ہے۔ فائدے اور نقصان کا دارومدار اس کے استعمال پر ہے؛ اگر آپ اس کا صحیح استعمال کرتے ہیں تو یہ مفید ہے ورنہ مضر۔

نوجوانوں کے حالات:

کئی نوجوانوں کی ٹائم لائن، اسٹیٹس اور تصویر ایسی ہوتی ہیں کہ اگر ان کے والدین یا گھر والے دیکھ لیں تو شرم سے پانی پانی ہو جائیں! ٹائم لائن پر بے ہودہ لطیفے، گندی گندی تصویریں اور غیر اخلاقی تحریریں موجود ہوتی ہیں۔ اگر کبھی کبھار دینی جذبہ پیدا ہو بھی گیا تو یہ تحریریں شئر کرتے ہیں کہ "یہ میسج گیارہ لوگوں کو بھیجو تو خوشخبری ملے گی"، "اس مہینے کی مبارک باد دو تو جنت میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا"، "آج سیدہ فاطمہ کا یوم ولادت ہے" (جو کہ سوشل میڈیا پر روز ہوتا ہے) وغیرہ۔

اگر دین کے لیے جذبات زیادہ بڑھ گئے تو پھر یہ میسج شئر کرتے ہیں کہ "ایک فلم ریلیز ہورہی ہے اللہ کے بندے......."باقی تو آپ جانتے ہی ہیں۔

صحیح استعمال:

اگر آپ فیس بک، واٹس ایپ، ٹویٹر اور انسٹا گرام وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں تو انھی لوگوں کو فالو کریں یا فرینڈ بنائیں جن کی تحریریں (پوسٹس)، ٹویٹس، فوٹوز اور وڈیوز وغیرہ سے آپ کے علم میں اضافہ ہو یا کوئی اچھی چیز سیکھنے کو ملے، مثال کے طور پر علمائے اہل سنت کو فالو کریں، اسلامی پیجز کو لائیک کریں، اپنے دوستوں اور رشتہ داروں جو ان ویب سائٹس پر موجود ہوں، انھیں لسٹ میں شامل کریں۔ جہاں کہیں کوئی غیر مناسب چیز دیکھیں تو فوراً اس کے بھیجنے والے کو بلاک کریں۔

غلط استعمال:

سوشل میڈیا کا غلط استعمال آپ کے گناہوں میں اضافہ کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو جیل کی ہوا کھانی پڑے لہذا سیاسی معاملات میں بحث کرنے، کسی کو گالیوں بھرا میسج کرنے، غیر اخلاقی تحریروں یا تصویروں پر تبصرہ کرنے سے اجتناب کریں۔

عبد مصطفی

جنت میں آدھی آبادی ہماری ہوگی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جنت میں تمھاری تعداد تمام جنتیوں کی چوتھائی ہو؟

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا! پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جنت میں تمھاری تعداد تمام جنتیوں کی تہائی ہو؟

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا! پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے امید ہے کہ جنت میں تمھاری تعداد تمام جنتیوں سے آدھی (پچاس فی صد) ہوگی۔

(ملتقطاً: صحیح مسلم، باب بیان کون ھذہ الامۃ....الخ، ر437)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میری خواہش ہے کہ تم تمام جنتیوں کے نصف (آدھے) ہو۔

(ایضاً،ر440،ملتقطاً)

اس امت پر یہ مہربانی صرف اور صرف حضور ﷺ کی وجہ سے ہے۔

اس حدیث سے ان فرقوں کارد بھی ہو جاتا ہے جن کی تعداد ایک شہر بھرنے کے برابر بھی نہیں؛وہ بھلا آدھی جنت کیسے بھریں گے ؟

الحمدللہ حضور ﷺ نے یہ بشارت سواد اعظم،اہل سنت وجماعت کو عطا فرمائی ہے۔

عبد مصطفی

اذان بلال اور سورج کا نکلنا

عوام الناس سے لے کر خواص تک ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی زبان میں لکنت تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہ اذان کے کلمات کو صحیح طور پر ادا نہیں کر پاتے تھے؛ایک مرتبہ آپ کو اذان دینے سے روکا گیا اور جب آپ نے اذان نہیں دی تو سورج ہی نہیں نکلا!

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال کی "سین" اللہ تعالی کے نزدیک "شین" ہے۔

اس واقعے کو کچھ مقررین بڑے شوق سے بیان کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو بھی ایسی مسالے دار روایات سننے میں بڑا مزا آتا ہے۔

کئی معتبر علمانے اس روایت کارد کیا ہے اور اسے موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے لیکن پھر بھی کچھ مقررین اپنی عادت سے مجبور ہیں۔مقررین کی پیشہ ورانہ مجبوری اُنھیں ایسی روایات چھوڑنے نہیں دیتی،

ع ذرا سا جھوٹ ضروری ہے داستاں کے لیے

اس روایت کے متعلق علمائے محققین کی آرا ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

(1)امام ابن کثیر(م774ھ)اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(البدایۃ والنھایۃ،ج5،ص477)

(2)امام شیخ عبد الرحمن سخاوی(م904ھ)اس روایت کو نقل کرنے کے بعد برہان سفاقسی کے حوالے سے علامہ جمال الدین المزی کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت عوام کی زبانوں پر تو مشہور ہے لیکن ہم نے کسی بھی کتاب میں اسے نہیں پایا۔

(المقاصد الحسنۃ،ص190،ر221)

(3)امام سخاوی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ابن کثیر نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور اسی طرح علامہ جمال الدین المزی کا قول گزر چکا۔

(ایضاً، ص397، ر582، ملتقطاً)

(4)علامہ عبد الوہاب شعرانی (م973ھ) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عوام کی زبان پر تو مشہور ہے لیکن اصول میں ہم نے اس بارے میں کوئی تائید نہیں دیکھی۔

(البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر والنذیر، ص117، ر915 بہ حوالہ جمال بلال)

(5)علامہ شعرانی مزید لکھتے ہیں کہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(ایضاً، ص186، ر1378)

(6)امام ملا علی قاری حنفی (م1014ھ) نے بھی اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

(الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری، ص140، ر76)

(7)علامہ بدر الدین زرکشی (م794ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حافظ جمال الدین المزی فرماتے ہیں کہ یہ روایت عوام کی زبان پر تو مشہور ہے لیکن اس بارے میں ہم نے امہات الکتب میں کچھ بھی نہیں دیکھا اور اس روایت کے بارے میں شیخ برہان الدین سفاقسی کا بھی یہی قول ہے۔

(اللآلی المنثورۃ فی الاحادیث المشہورۃ، ص207، 208)

(8)علامہ ابن المبرد المقدسی (م909ھ) اس روایت کو لکھنے کے بعد علامہ جمال الدین المزی کا قول نقل کرتے ہیں کہ مستند کتب میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

(التخریج الصغیر والتحبیر الکبیر، ص109، ر554)

(9)علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (م1162ھ) اس روایت کو لکھنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ امہات الکتب میں ایسا کچھ بھی وارد نہیں ہوا اور امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور علامہ جمال الدین المزی سے نقل کرتے ہوئے شیخ برہان سفاقسی فرماتے ہیں کہ عوام کی زبان پر تو ایسا مشہور ہے لیکن اصل کتب میں ایسا کچھ بھی وارد نہیں ہوا۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس، ص260، ر695)

(10)علامہ عجلونی مزید لکھتے ہیں کہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(ایضاً، ص530، ر1520)

(11 تا 15)اس روایت کارد ان کتب میں بھی موجود ہے:

"تمیز الطیب من الخبیث"، "تذکرۃ الموضوعات للھندی"، "الدرر المنتثرۃ للسیوطی"، "الفوائد للکرمی"، "اسنی المطالب"

(16)علامہ شریف الحق امجدی (م1421ھ) لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ بعض کتابوں میں درج ہے لیکن تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت موضوع، منگھڑت اور بالکلیہ جھوٹ ہے۔

(فتاوی شارح بخاری، ج2، ص38)

(17)علامہ عبد المنان اعظمی (م1434ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو اذان سے معزول کرنے کا ذکر ہم کو نہیں ملا بلکہ عینی جلد پنجم، صفحہ نمبر 108 میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سفر اور حضر ہر دو حال میں اذان دیتے اور یہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ دونوں حضرات کی آخری زندگی تک مؤذن رہے۔

(فتاوی بحر العلوم، ج1، ص109)

(18)مولانا غلام احمد رضا لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ موضوع و منگھڑت ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے کلمات اذان صحیح (طور پر) ادا نہیں ہو پاتے تھے۔

(ملتقطاً: فتاوی مرکز تربیت افتا، ج2، ص647)

ان دلائل کے بعد اب اس روایت کے موضوع و منگھڑت ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

عبد مصطفی

محدثین کا احسان

ہارون رشید کے پاس ایک زندیق کو لایا گیا، خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا تو اس نے کہا:

تم مجھے قتل کر دو گے لیکن ان چار ہزار احادیث کا کیا کرو گے جن کو میں نے وضع کر کے (یعنی گھڑ کر) لوگوں میں عام کر دیا ہے! ان (چار ہزار) میں سے کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں تھی۔

خلیفہ نے کہا کہ اے زندیق! تو عبد اللہ بن مبارک اور ابن اسحاق غواری کو نہیں جانتا، ان کی تنقید کی چھلنی سے تیری تمام حدیثوں کا ایک ایک حرف نکل آئے گا۔

(تاریخ دمشق، ج4، ص115 بہ حوالہ شان حبیب المنعم من روایات المسلم)

یہ تو صرف ایک شخص کا واقعہ ہے جس نے چار ہزار احادیث گھڑ کر لوگوں میں عام کیں، اس کے علاوہ بھی کئی لوگوں کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے جنھوں نے حدیثیں گھڑیں بلکہ کئی فرقوں نے اس پر زور دیا اور اس کے ذریعے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس امت پر محدثین کرام کا بہت بڑا احسان ہے جنھوں نے اپنی تحقیق و تنقید کی چھلنی میں حدیث رسول کو منگھڑت روایات سے الگ کیا اور آج بھی محققین اس اہم ترین کام میں مصروف ہیں۔

کسی بھی روایت کو بیان کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ وہ کس کتاب میں موجود ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ کتاب میں ہونے کی وجہ سے وہ صحیح ہو کیوں کہ کتابوں میں بھی جھوٹی روایات ہوتی ہیں لہذا یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس روایت پر علمائے اہل سنت کی کیا تحقیق ہے۔ اگر کبھی آپ نے ایسی روایات بیان کر دیں یا کہیں لکھ دی جو صحیح نہیں تھی تو علم ہو جانے پر اپنی غلطی کو فوراً تسلیم کریں بجائے ہٹ دھرمی کرنے کے، کیوں کہ اس پر اسرار کرنا مزید ایک بڑی غلطی ہے۔

عبد مصطفی

میں اسے سنی بنا دوں گا

عمران بن حِطّان رَقاشی اکابر علمائے محدثین میں سے تھے، ان کی ایک چچازاد بہن خارجیہ (ایک گمراہ فرقے سے) تھی اس سے نکاح کر لیا!

علمائے کرام نے سن کر طعنہ زنی کی تو انھوں نے کہا: میں نے تو اس لیے نکاح کیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا۔

ایک سال نہ گزرا تھا کہ خود خارجی ہو گئے!!!

(الإصابة في تمييز الصحابة، ج5، ص233 بہ حوالہ ملفوظات اعلی حضرت)

ع شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

اسی طرح آج بھی کچھ سنی لڑکے بدمذہبوں کے گھر سے لڑکی لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اسے سنی بنادوں گا لیکن ہوتا کچھ اور ہے! نکاح کرتے وقت سب سے پہلے ہمیں ایک دوسرے کے دین کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اگر لڑکی یا لڑکا بدمذہب ہے تو ہرگز ان سے رشتہ نہ جوڑیں۔

عبد مصطفی

دورجسٹر

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کس چیز سے متعلق ہیں؟

ہم نے عرض کیا: نہیں، یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی ہمیں بتائیں۔

حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے جس میں اہل جنت کے نام ہیں، ان کے آباؤ اجداد اور قبیلوں کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں مہر لگا دی گئی ہے۔ ان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اور کمی نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود کتاب کے بارے میں اسی طرح کے الفاظ اہل جہنم کے متعلق ارشاد فرمائے۔

(ملخصاً وملتقطاً: الجامع الترمذی، باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ واھل النار، ح2141)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک کتاب میں تمام جنتیوں اور دوسری کتاب میں جہنمیوں کے نام، ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام کیسے موجود ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ کتابیں حضور ﷺ کے ہاتھوں میں تھیں اور صحابہ کرام نے انھیں دیکھا بھی لہذا ظاہر ہے کہ کتاب کا حجم مختصر ہو گا یعنی کتاب کی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی مختصر ہو گی جب کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے ناموں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو ایک مختصر سی کتاب میں عقلاً نہیں آسکتے اور حضور ﷺ کا فرمان بھی غلط نہیں ہو سکتا۔۔۔!

حضرت علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی (م1131ھ) اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کتابت سے مراد تحریری شکل نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے کتاب کے اوراق کی طرف توجہ فرمائی تو اہل جنت و جہنم کے تمام نام آپ ﷺ کو دکھائی دیے۔ اس کی مزید وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کسی بھی چیز

پر نظر مبارک ڈالتے ہیں تو آپ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھالیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو کامل ترین روحانی بصیرت عطا فرمائی ہے اور جب یہ روحانی بصیرت آپ کی ظاہری بصارت کے ساتھ مل جائے تو آپ ﷺ کی ظاہری آنکھوں کے سامنے سے بھی تمام حجابات ہٹ جاتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کسی بھی محجوب چیز کو اسی شے میں دیکھ لیتے ہیں جو اس وقت آپ ﷺ کے سامنے موجود ہو۔ بالفرض اگر آپ کے سامنے کوئی دیوار موجود ہو تو آپ دیوار میں (بھی) اس چھپی چیز کا مشاہدہ فرمائیں گے اور اگر اس وقت آپ کا دست اقدس آپ کے سامنے ہو گا تو وہی چیز آپ کو اپنے ہاتھ میں نظر آئے گی اور اگر آپ کے سامنے کوئی کاغذ موجود ہو تو وہ چھپی چیز آپ کو کاغذ میں نظر آئے گی۔

(ملتقطاً: الابریز، سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی، ص97،98)

مذکورہ تشریح کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ کتابیں کسی عام انسان کو دے دی جائیں تو وہ اس میں اہل جنت و جہنم کے ناموں کو نہیں دیکھ پائے گا۔

کتاب تو ہے پر دیکھنے والی آنکھ بھی چاہیے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

عبد مصطفی

مجھے معلوم نہیں

امام شعبی رحمہ اللہ تعالی کے بارے میں عمر بن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ کسی سوال کے جواب میں امام شعبی سے زیادہ میں نے کسی کو بہ کثرت یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ مجھے معلوم نہیں۔یعنی امام شعبی اکثر سوالوں کے جواب میں یہ کہتے تھے کہ "مجھے معلوم نہیں"

(دارمی بہ حوالہ انباء الحی، مترجم، ص269)

یہ کہنا کتنا مشکل ہے کہ مجھے نہیں معلوم یا میں نہیں جانتا! اگر دو چار لوگوں کے بیچ کسی عالم کو یہ کہنا پڑ جائے تو کیا ہو گا؟ مانا کہ یہ کہنے میں جھجک محسوس ہو گی لیکن بھلائی اسی میں ہے کہ غلط بیانی کا سہارا لینے کے بجائے کہہ دیا جائے کہ "مجھے معلوم نہیں"

عبد مصطفی

رِی مِکْس نعت - عشق یا توھین

یہ بیان کرتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے کہ کچھ لوگوں نے نعت رسول جیسی مقدس شے کو بھی کھیل کود اور ناچنے گانے کا ذریعہ بنا لیا ہے! ایک ایسی بَلَا ہمارے معاشرے میں اتری ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

ہم بات کر رہے ہیں "رِی مِکْس نعت" کی؛ اس میں ہوتا یہ ہے کہ اصل نعت کو کچھ سافٹ ویئرز کے ذریعے رِی مِکْس کیا جاتا ہے یعنی اس میں جدید مزامیر کی آواز کو ملایا جاتا ہے جس طرح فلمی گانوں میں مزامیر کی آوازیں ہوتی ہیں!

یہ آوازیں کئی طرح کی ہوتی ہیں جنھیں نکالنے کے لیے کسی ڈھول کو بجانے یا بانسری میں پھونکنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ سافٹ ویئرز کے ذریعے بنائی جاتی ہیں۔ دھمک کی آواز جسے "بِیٹ" کہا جاتا ہے اس کے ساتھ کئی طرح کی آوازیں ملا کر نعت کو ایسی شکل دی جاتی ہے کہ سننے سے فلمی گانا معلوم ہوتا ہے۔

وہ مقدس اشعار جن میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہیں ان کو گانے کی طرح رِی مِکْس بنانا اور پھر اسے بلند آواز سے جلوس و محافل میں بجانا عشق رسول ہے یا توہین؟

ایک عام انسان بھی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنی گھٹیا حرکت ہے- اس بَلَا میں ایک اچھی خاصی تعداد مبتلا ہے! پہلے سے ہی فلمی گانوں کا بھوت بچپن سے بچپن کے سروں پر سوار ہے، یہ کیا کم تھا جو نعت رسول کی عزت کو پامال کرنے پر اتر آئے!

ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ للہ اس سے توبہ کریں اور رِی مِکْس نعت کا بائیکاٹ کریں۔

عبد مصطفی

آپ نے سچ فرمایا میرے آقا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے اور میری زیارت کرنا تم لوگوں کے نزدیک اہل (گھر والوں) اور مال سے زیادہ محبوب ہو گا۔

(صحیح مسلم، باب فضل النظر الیہ ﷺ و تمنیہ، ح6008)

علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ (حضور کے وصال کے بعد) بعض صحابہ نے (تو یہاں تک) کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین مبارک کے بعد ہم خود اپنے آپ کو اجنبی لگتے تھے!

(شرح صحیح مسلم للسعیدی، جلد سادس، کتاب الفضائل، ص828، ملتقطاً)

عبد مصطفی

ٹِک ٹوک

شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو گا جو اپنے سمارٹ فون سے سوشل میڈیا کا استعمال کرتا ہو اور "ٹِک ٹوک" سے بے خبر ہو۔ اگر آپ نہیں جانتے تو ہم بتادیں کہ یہ ایک سافٹ ویئر ہے جس میں آپ چھوٹی وڈیوز (شارٹ کلپس) بناسکتے ہیں اور عام (شئر) کر سکتے ہیں۔ اس میں مختلف ڈھنگ سے وڈیوز بنائی جاتی ہیں مثلاً کوئی ناچ رہا ہے، کوئی گا رہا ہے، کوئی اچھل کود کر رہا ہے تو کوئی کرتب دکھا رہا ہے۔ اس اپلی کیشن نے ہر شخص کو یہ موقعہ دیا ہے کہ بنا فلموں میں کام کیے آپ اپنے کرتب، اپنے ہنر اور اپنی کلا (آرٹ) کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ چھوٹے ہوں یا بڑے، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب مداری بنے ہوئے ہیں۔ اس میں بے حیائی، بے ادبی اور بے شرمی کی حدیں پار کی جا رہی ہیں۔ یہ صرف ایک اپلی کیشن نہیں بلکہ ایسا آلہ ہے جو لوگوں کے اندر شرم و حیا نام کی چیز کو ختم کر رہا ہے۔

ہو گئی محفل تِری کیا بے ادب بے قاعدہ
جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہیں برابر بیٹھے

اس ٹک ٹوک نے صرف دو سے تین سالوں میں پانچ کروڑ سے زیادہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسالیا ہے! ان کروڑوں لوگوں میں نہ جانے کتنے مسلم نوجوان اور لڑکیاں شامل ہیں جو دن رات اپنی نمائش کے نشے میں چور ہیں۔ وہ نوجوان جنھیں اپنے دین کے لیے خون پسینہ ایک کرنا چاہیے تھا وہ اپنا ڈھیر سارا وقت اس بے ہودہ چیز میں برباد کر رہے ہیں۔ وہ لڑکیاں جنھیں اپنی آخرت کی فکر میں ڈوبے رہنا چاہیے تھا وہ دنیا کو اپنے پیچھے کھڑا کرنے کی دھن میں ہیں۔

آپ کے پاس عقل ہے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے اور وقت بھی ہے لہذا غور کریں اور پہچانیں کہ آپ کا فائدہ کہاں ہے۔ اس اپلی کیشن کی نحوست سے بچیں اور اپنا وقت اچھے کاموں میں لگائیں کیوں کہ یہ وقت دوبارہ نہیں ملنے والا۔

حضرت سیف یمانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کا کسی بندے سے اپنی نظر رحمت کو ہٹالینا یہ ہے کہ بندہ بے کار باتوں میں مشغول ہو جائے اور جو اپنے مقصد حیات کو فراموش کر کے اپنی عمر کا ایک لمحہ بھی گزارے تو اسے ضرور حسرتوں اور ندامتوں کا سامنا کرنا پڑے گا!

(وقت ہزار نعمت، ص114)

عبد مصطفی

سوالات قبر سریانی زبان میں ہوں گے

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی سے عرض کیا گیا کہ مرنے کے وقت سے زبان عربی ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قبر میں سریانی زبان میں سوال ہو گا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

(ملفوظات اعلی حضرت، ج4، ص447)

شیخ احمد بن مبارک (م1155ھ) کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ، حضرت علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی سے) دریافت کیا کہ قبر میں سوالات سریانی زبان میں ہوں گے؟ کیوں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ایک نظم میں یہ شعر موجود ہے:

ومن غریب ماتری العینان

ان سوال القبر بالسریانی

"انسان کے لیے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال و جواب ہوں گے"

اس نظم کے شارح بیان کرتے ہیں کہ امام سیوطی نے اپنی تصنیف "شرح الصدور" میں شیخ الاسلام علم الدین البلقینی کے فتاوی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال جواب ہو گا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ تاہم مجھے کسی حدیث میں یہ بات نہیں مل سکی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی سے یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حدیث کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید قبر میں سوال جواب عربی زبان میں ہو گا تاہم یہ ممکن ہے کہ ہر شخص سے اس کی مخصوص زبان میں سوال جواب کیا جائے گا اور یہ بات زیادہ معقول محسوس ہوتی ہے۔

شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی (م 1131ھ) نے جواب میں فرمایا کہ قبر میں سوال جواب سریانی زبان میں ہو گا کیوں کہ فرشتے اور ارواح یہی زبان بولتے ہیں۔ سوال فرشتے کریں گے اور جواب روح دے گی کیوں کہ جب روح جسم سے نکل جائے تو اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالی جب کسی ولی کو "فتح کبیر" (کامرتبہ) عطا فرمادے تو وہ باقاعدہ سیکھے بغیر ہی سریانی زبان میں گفتگو کرنے کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے کیوں کہ اس وقت اس پر روح کا حکم غالب ہو جاتا ہے، اس لیے (روح کے غلبے کے باعث ہی) مردے کو سریانی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے کوئی الجھن درپیش نہیں ہو گی۔

شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی سریانی زبان کے متعلق تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ارواح (روحوں) کی زبان سریانی ہے۔ یہ زبان لفظی اعتبار سے بہت مختصر اور معنوی اعتبار سے انتہائی وسیع زبان ہے۔ دوسری کوئی زبان اس خوبی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

شیخ احمد بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: کیا عربی زبان بھی؟

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

عربی زبان بھی اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی البتہ قرآن میں موجود الفاظ کا حکم مختلف ہے۔ اگر عربی زبان میں سریانی کے معانی کو اکٹھا کرلیا جائے اور الفاظ عربی زبان کے ہوں تو یہ سریانی سے بھی زیادہ شیریں اور خوب صورت زبان ہو گی۔

سریانی کے سوا، دنیا کی تمام زبانوں میں اطناب (پھیلاؤ) پایا جاتا ہے۔ سریانی زبان کے علاوہ ہر زبان میں الفاظ کی ترکیب کے ذریعے جملہ بنتا ہے لیکن سریانی میں حروف کے ذریعے جملہ بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سریانی زبان کے حروف تہجی کا ایک مخصوص معنی ہے۔ جب ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملا دیا جائے تو جملہ مکمل ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو سریانی کے حروف کا علم ہو جائے وہ آسانی کے ساتھ سریانی زبان بول یا سمجھ سکتا ہے اور آگے چل کر وہ حروف کے اسرار کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ایک زبردست علم ہے۔ اللہ تعالی نے لوگوں پر رحمت کرتے ہوئے انھیں اس علم سے محجوب رکھا ہے کیوں کہ اگر وہ اس علم سے آگاہ ہو جائیں تو ان کی ذات میں موجود ظلمت ان کی تباہی کا باعث بن جائے (کیوں کہ وہ اس علم کو منفی طور پر استعمال کریں گے) ہم اللہ تعالی سے سلامتی کے طلب گار ہیں۔

جس طرح عود کی لکڑی میں رس (یعنی پانی) موجود ہوتا ہے اسی طرح سریانی زبان دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے کیوں کہ دنیا کی ہر زبان حروف تہجی پر مشتمل ہوتی ہے اور ان حروف تہجی کی وضاحت سریانی زبان میں کی گئی ہے کہ کون سا حرف کس مخصوص مفہوم کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہے۔ جیسے عربی زبان میں لفظ "احمد" ہے، سریانی زبان کے اعتبار سے اس لفظ کے پہلے حرف "ا" کا اپنا

ایک مخصوص معنی ہے۔ اسی طرح جب آپ "ح" کو ساکن پڑھیں گے تو اس کا اپنا مخصوص معنی ہو گا۔ "م" پر زبر اور "د" پر پیش پڑھیں گے تو دونوں الگ الگ مفہوم پر دلالت کریں گے۔ اسی طرح لفظ "محمد" ہے، یہ کسی شخصیت کا نام ہو سکتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا ہر حرف ایک مخصوص مفہوم پر دلالت کرے گا؛ جیسے عبرانی زبان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی "بارقلیط" ہے، اس لفظ کا ہر حرف ایک مخصوص معنی پر دلالت کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ دنیا کی تمام زبانیں سریانی زبان سے نکلی ہیں اور سریانی دیگر تمام زبانوں کی اصل ہے۔ دیگر زبانوں کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں جہالت عام ہو گئی جب کہ سریانی میں گفتگو کرنے کے لیے معرفت پہلی شرط ہے تا کہ سامع (سننے والے) کو ہر حرف کے ذریعے اس کے مخصوص مفہوم کا پتہ چل جائے لہذا سریانی زبان ایجاد کرنے والوں نے اس بات کا اہتمام کیا کہ مختصر طور پر ایسی زبان ایجاد کی جائے جس کے حروف تہجی وسیع معنی پر دلالت کر سکیں کیوں کہ مخاطب کو فائدہ اس وقت حاصل ہو گا جب اس کا ذہن آپ کے مطلوبہ معنی کی طرف منتقل ہو گا کیوں کہ بیش تر امور معنی سے متعلق ہوتے ہیں؛ یہاں تک کہ بالفرض اگر یہ ممکن ہوتا کہ آپ الفاظ و حروف کا سہارا لیے بغیر اپنا معنی مخاطب کو منتقل کر سکیں تو کبھی بھی کسی زبان کو ایجاد کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ یہی وجہ ہے کہ صرف اکابر اہل کشف یا ارواح یا فرشتے اس زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔ اگر آپ انھیں یہ زبان بولتے ہوئے سن لیں تو یہ محسوس ہو گا جیسے وہ ایک یا دو حروف میں اپنا مدعا واضح کر دیتے ہیں یا چند الفاظ میں اتنا کچھ بیان کر دیتے ہیں جسے بیان کرنے کے لیے دوسری زبانوں میں کئی رجسٹر درکار ہوں گے۔

اب آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جب بنی نوع انسان میں جہالت عام ہو گئی تو ان حروف کو دیگر معنوں کی طرف منتقل کر دیا گیا اور ان حروف کی حیثیت مہمل الفاظ کی مانند ہو گئی اور یہ دستور چل نکلا کہ مختلف حروف کو ملا کر، لفظ کی شکل دے کر مفہوم کی وضاحت کی جائے اور پھر ان الفاظ کو جملوں کی شکل میں استعمال کیا جانے لگا۔ اس طرح ایک بہت عظیم علم مفقود ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ دنیا کی کسی بھی زبان کا کوئی بھی لفظ لے لیں اس کا کوئی ایک حرف سریانی زبان کے محاورے سے ضرور مطابقت رکھتا ہو گا یعنی جو لفظ کسی مخصوص معنی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے، اسی لفظ کا ایک حرف سریانی زبان میں اسی معنی کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہو گا- جیسے عربی زبان میں لفظ "حائط" دیوار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا پہلا حرف "ح" اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں پانی کے لیے لفظ "ماء" استعمال ہوتا ہے جب کہ سریانی زبان میں اس کے آخر میں آنے والا "ء" پانی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں آسمان کے لیے لفظ "سماء" موجود ہے اور سریانی میں اس کے معنی کے لیے صرف

"س" استعمال ہوتا ہے۔ غرض کہ اگر آپ تحقیق کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر لفظ کا کوئی ایک حرف مخصوص فہم کی ادائیگی کے لیے کافی ہوتا ہے اور بقیہ حروف خواہ مخواہ استعمال کیے جاتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو اپنی زوجۂ محترمہ اور بچوں کے ساتھ سریانی میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی لیکن اس کے بعد تبدیلی کا عمل شروع ہو گیا اور دیگر بہت سی زبانیں وجود میں آ گئیں۔ اس میں سب سے پہلے ہندی (سنسکرت) زبان وجود میں آئی اور یہ سریانی زبان سے خاصی قریب ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سریانی زبان میں اس لیے گفتگو کیا کرتے تھے کیوں کہ اہل جنت کی زبان سریانی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام بھی جنت میں یہی زبان بولا کرتے تھے۔

(انظر: الابریز من کلام سیدی عبد العزیز)

عبد مصطفی

پب جی

جوانوں کی محفل میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ چرچے میں رہتا ہے - ابھی ایک موبائل گیم (کھیل) ہے "پب جی" جس کے پیچھے گھنٹوں برباد کیے جا رہے ہیں۔ اس قدر دیوانے ہیں اس گیم کے، کہ گھر میں پب جی، باہر میں پب جی، دن میں پب جی، رات میں پب جی کھیلتے تو ہیں ہی اور جب دوستوں سے ملاقات کرتے ہیں تو بس اسی کی باتیں کرتے ہیں۔

جتنی محنت، وقت اور دماغ اس کھیل میں خرچ کیا جاتا اگر اس کا آدھا بھی پڑھائی میں لگایا جائے تو بہت فائدہ ہو گا۔ جتنی محبت اس کھیل سے ہے اگر اتنی محبت کتابوں سے کی جائے تو زندگی سنور جائے۔ کئی ایسے ہیں کہ پب جی میں بندوق میں گولی بھرنے کا طریقہ، ہتھیار بدلنے کا طریقہ اور فالتو کے فرضی دشمنوں کو مارنے کا طریقہ تو معلوم ہے لیکن افسوس کہ اسلام کا بنیادی عقیدہ نہیں معلوم! نماز کا طریقہ نہیں معلوم! وضو و غسل کا طریقہ نہیں معلوم!

پب جی گیم تو آج آیا ہے، اس سے پہلے کینڈی کرش، ماریو، کونٹرا، لڈو، کیرم بورڈ وغیرہ کے مجنوں پائے جاتے تھے اور آج بھی ہیں یعنی ہمیشہ کوئی نہ کوئی فضول کام مل ہی جاتا ہے۔

نوجوان نسل کو ان چیزوں میں مبتلا کرنے کے پیچھے کئی لوگوں کا ہاتھ ہے۔ اب کسی لڑکے کے والد کو ہی دیکھ لیجیے، وہ خود بے نمازی، بے علم اور غافل ہے تو بیٹے کو "جنید و شبلی" کیسے بنائے گا - باپ ماں کو لگتا ہے کہ بیٹا نوکری کرنے لگا ہے اور ہزاروں روپے کما رہا ہے

بس ترقی کافی ہو گئی، اب شادی کر دو تا کہ اس کے بچے بھی یہی ترقی کا منجن خریدنے کے لیے نکل پڑیں۔ یہ نہیں دیکھا جاتا ہے کہ بیٹے کے موبائل، اس کے کمپیوٹر، اس کے فیس بک پروفائل، واٹس ایپ میسنجر پر کون سے پھول کھل رہے ہیں۔ اب ہو سکتا ہے کہ آپ سوچیں کہ ماں باپ تو بھولے ہوتے ہیں، انھیں کیا معلوم بیٹا کیا کر رہا ہے؟ ہم کہیں گے کہ ماں باپ بھولے نہیں بلکہ غیر ذمہ دار ہیں اور بچوں کی تربیت کے اسلامی طریقے سے بے خبر ہیں۔ بچوں کو اسکول کا راستہ دکھایا، کالجوں کے چکر کٹوائے حتیٰ کہ ایک آدھار کارڈ کے لیے لائن میں گھنٹوں کھڑے رہنا سکھایا لیکن مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے کے نام پر خاموشی اختیار کی، علما کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرنے کی بات آئی تو کان پر جوں تک نہ رینگی۔

لاپرواہی کی وجہ ہے کہ اولاد کبھی پب جی میں چکن ڈنر کر رہی ہے تو کبھی فیس بک پر ایک ہزار فالوورز جمع کرنے کی خوشی منا رہی ہے۔ اللہ تعالی ہمارے نوجوانوں کو ان فضول چیزوں سے بچائے اور آنے والی نسلوں کی تربیت پر کام کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔

عبد مصطفی

ضعیف روایات فضائل میں مقبول ہیں لیکن

جب ہم کسی روایت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ سخت ضعیف ہے یا موضوع ہے تو واعظین و خطبا کی طرف سے فوراً جواب دیا جاتا ہے کہ "فضائل میں یہ سب چلتا ہے" اور اس کے بعد ہم کچھ کہیں تو ہماری سنیت پر ہی حملہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا اسید الحق قادری بدایونی لکھتے ہیں کہ ہمارے مقررین نے اصول حدیث کا یہ ایک قاعدہ کہیں سے سن لیا ہے کہ "فضائل میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے" اور اس قاعدے کے بے محل استعمال سے موضوع اور غیر معتبر روایات کے لیے اتنا بڑا دروازہ کھل گیا کہ ہر قسم کی روایتیں اس قاعدے کی دہائی دے کر بیان کی جانے لگیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قاعدہ اپنی جگہ درست ہے لیکن اس قاعدے کے اطلاق کا بھی ایک دائرہ ہے اور اس کے استعمال کے کچھ شرائط ہیں جن کو ائمہ و علما نے بیان کر دیا ہے لیکن جب یہ قاعدہ کم علم مقررین کے ہتھے چڑھا تو اس کا نتیجہ ضعیف پھر ضعیف شدید پھر منکر اور آخر میں موضوع روایات کی قبولیت کی صورت میں نکلا۔

(مزید لکھتے ہیں کہ) جو احادیث واقعی قابل رد تھیں ہم نے ان کو بھی قبول کر لیا!

(انظر: نقد و نظر، ص 11، ملخصاً)

بات بات پر اس قاعدے کی رٹ لگانے والے ذراہوش کے ناخن لیں اور ہر روایت کو فضائل میں زبردستی دھکیلنے کا کام نہ کریں۔

عبد مصطفی

یہ شان علی ہے ذرا سنبھل کر

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے؛ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی۔

(مسند احمد، مشکوٰۃ، مرقات و مرآۃ المناجیح)

رافضی اور ان کے چھوٹے بھائی تفضیلی تو اس مرض میں مبتلا ہیں ہی لیکن آج کل خود کو اہل سنت کہنے والے کچھ حضرات بھی اس وائرس کی زد میں ہیں۔خود کو محب علی و اہل بیت ثابت کرنے کے چکر میں اہل سنت کے موقف پر ہی فتوے جاری فرما رہے ہیں۔تفضیلیت سے بیزاری اور نفرت کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن ان کی خود کی باتوں سے تفضیلیت کی بو آتی ہے۔

ابھی مولود کعبہ کے مسئلے پر ہی خود کو "معتبر علمائے اہل سنت" کہلانے والے چند حضرات نے یہ زہر اگلا ہے کہ جو حضرت مولا علی کی ولادت خانہ کعبہ میں ہونے کا انکار کرے وہ بغض علی و بغض اہل بیت میں مبتلا ہے اور خاندان رسول کی تنقیص کا پہلو تلاش کر رہا ہے!

ان "معتبر علما" (جو کہ اصل میں ایک مقرر سے زیادہ نہیں) کو چاہیے تھا کہ شاخ کاٹنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ خود کی تشریف کس شاخ پر جمی ہوئی ہے لیکن آؤ دیکھا نہ تاؤ فائرنگ شروع کر دی اور انجام یہ ہوا کہ سرین زمین پر آگری-انھیں چاہیے تھا کہ اس تحقیقی مسئلے میں ٹانگ نہ اڑائیں کیوں کہ کہتے ہیں "جس کا کام اسی کو ساجے "لیکن دل ہے کہ کبھی کبھی ذلیل کروا کر ہی چھوڑتا ہے۔

اگر ان کی یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ "جو حضرت علی کو مولود کعبہ نہ مانے وہ بغض......الخ" تو پھر سیکڑوں اکابرین اہل سنت کو دشمن اہل بیت قرار دینا ہو گا جن میں امام جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام شمس الدین محمد، امام محمد بن علی شافعی، امام شہاب الدین خفاجی، علامہ حسین دیار بکری، امام بہاؤالدین مکی، علامہ حلبی، امام ابن عساکر، علامہ جمال الدین افریقی وغیرہ سمیت دیگر کئی علما شامل ہیں!

اگر زیادہ دور نہ جائیں تو صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی، فقیہ ملت، مفتی جلال الدین احمد امجدی، حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیھم الرحمہ پر بغض اہل بیت کا فتوی لگا کر دکھائیں (جو انجانے میں آپ لگا بھی چکے ہیں) تا کہ آپ کو محب اہل بیت کا ایوارڈ دیا جا سکے۔

اہل سنت و جماعت، اعتدال پسند ہے لہذا اپنی شدت پسندی کو اس میں شامل کرنے اور اس پر محبت اہل بیت کا لیبل لگا کر دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں؛ یہ ہماری گزارش ہے اور اسی میں آپ کی سلامتی بھی ہے ورنہ جب گرفت ہو گی تو کئی ہاتھ زد میں آئیں گے۔

عبد مصطفی

کوئی حد نہیں

حضرت امام بوصیری رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم
واحکم بما شئت مدحا واحتکم

وانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف
وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ
حد فیعرب عنہ ناطق بفم

"جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہی اسے چھوڑ کر باقی ہر طرح اپنے حبیب ﷺ کی شان بیان کر۔ آپ کی ذات کی طرف ہر شرف اور ہر عظمت کو بے دریغ منسوب کر دے۔ آپ ﷺ کی فضیلت اور شان کی کوئی حد نہیں پھر آپ کی تعریف کا حق کوئی کس طرح ادا کر سکتا ہے۔"

(ملخصاً: تجھ سا کوئی نہیں، ص6)

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

عبد مصطفی

تو پھر کون کہے گا؟

خطیب صاحب سے تقریر کے بعد سوال کیا گیا کہ حضرت آپ نے جو روایت بیان کی وہ کس کتاب میں موجود ہے؟ بڑا تحقیقی جواب آیا کہ میں نے حضرت فلاں صاحب سے سنی تھی۔۔۔،

جب عرض کیا گیا کہ روایت موضوع و منگھڑت ہے تو جناب نے ایسی باتیں کہ ڈالیں کہ آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیں گی! فرمانے لگے کہ کیا آپ نے تمام کتابیں پڑھ لی ہیں جو اسے موضوع کہ رہے ہیں یا آپ حضرت فلاں صاحب سے زیادہ علم رکھتے ہیں؟

یہ باتیں کچھ مقررین اور عام لوگوں سے بھی سننے کو ملتی رہتی ہیں کہ کیا آپ فلاں سے زیادہ جانتے ہیں یا آپ نے تمام کتابیں پڑھ لی ہیں.....؟

ہم اس پر زیادہ لمبی چوڑی بحث نہ کرتے ہوئے صرف ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی روایت کو موضوع کہنے کے لیے دلائل نہیں بلکہ کسی حضرت سے زیادہ علم رکھنا یا تمام کتابیں پڑھنا ضروری ہے تو پھر کون سا ایسا شخص ہے جس نے تمام کتابیں پڑھ لی ہیں یا وہ کسی سے زیادہ علم کا دعوٰی کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسا شخص نہیں ہے تو پھر کسی بھی روایت کو موضوع نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ ہو سکتا ہے وہ کسی کتاب میں موجود ہو۔اس سے تو جھوٹی روایات کو قبول کرنے کا دروازہ کھُل جائے گا!

ایسی باتیں کرنے والوں کو چاہیے کہ یہ بھی بتا دیں کہ جب ہم دلائل کے ساتھ نہیں کہ سکتے تو پھر کون کہے گا؟

عبد مصطفی

قبر رسول کی تصویر

سوشل میڈیا پر کچھ تصویریں یہ کہ کر شئر کی جاتی ہیں کہ یہ قبر رسول ﷺ کی تصویر ہے؛ آج ایک قبر کی تصویر تو کل دوسری قبر کی۔۔۔،

ایسا کرنے والے شہرت کے بھوکے ہیں یا عقیدت میں اندھے ہو چکے ہیں، یہ تو نہیں کہا جا سکتا لیکن ہم یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ یہ ایک نہایت ہی غیر ذمہ دارانہ کام ہے۔

یہ تصویریں صحیح کیسے ہو سکتی ہیں جب کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک تک جانے کا فی الحال کوئی راستہ ہی نہیں ہے! اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(1) رسول اللہ ﷺ و شیخین کریمین کے مزارات کے گرد چار دیواری ہے۔

(2) یہ چار دیواری بالکل بند ہے، اس میں آنے جانے کا کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔

(3) اس چار دیواری کے گرد بھی ایک پانچ کونوں والی مضبوط دیوار ہے جس پر چادر ڈال دی گئی ہے۔

(4) یہ پانچ کونوں والی دیوار بھی بالکل بند ہے، اس میں بھی آنے جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

(5) اس پانچ کونوں والی دیوار کے باہر اب سنہری جالیاں ہیں جن کے اندر پردے لگے ہیں۔

(6) خاص حجرۂ مبارکہ اور پانچ کونوں والی دیوار کے بالکل نیچے سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کی بنائی ہوئی، سیسہ پلائی مضبوط زمینی دیوار موجود ہے۔

(7) خاص حجرۂ مبارکہ اور پانچ کونوں والی دیوار کے عین اوپر سر سبز گنبد مزارات ثلاثہ سے برکتیں لوٹ رہا ہے اور پورے عالم میں لٹا رہا ہے۔

(8) اب کوئی بھی ایسا راستہ نہیں ہے کہ براہ راست کوئی مزارات تک پہنچ سکے اور یہ تمام امور پہلی صدی سے لے کر زیادہ سے زیادہ چھٹی صدی تک مکمل کر لیے گئے تھے۔

(9) اگر کسی بادشاہ یا صدر یا پھر کسی مخصوص شخصیت کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے تو وہ فقط پانچ کونوں والی دیوار کے باہر تک ہی جاتے ہیں نہ کہ خاص مزارات تک۔

(10) جب اندر جانے کا راستہ تھا اس وقت یہ کیمرا ایجاد نہیں ہوا تھا اور جب کیمرا آیا تو اس سے کافی پہلے راستہ بند ہو چکا تھا لہذا یہ تصویریں اولیاے کرام کے مزارات کی ہیں جنھیں حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

عبد مصطفی

ڈاکٹر اقبال

بدر العلماء، حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد صدیقی علیہ الرحمہ، ڈاکٹر اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:

رضوی دار الافتاء بریلی شریف میں ایک استفتا پیش کیا گیا جس میں ڈاکٹر اقبال کے کچھ (کفریہ) اشعار کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو مولانا مفتی محمد اعظم نے (فتوے میں) اُن اشعار کو کفریہ قرار دیا اور قائل (یعنی ڈاکٹر اقبال) کے بارے میں تحریر کیا کہ میں نے حضور مفتی اعظم ہند، علامہ مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ سے ڈاکٹر اقبال کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

بے شک اقبال سے خلاف شرع امور کا صدور ہوا ہے، کفریات تک اس سے صادر ہوئے ہیں مگر وہ اللہ تعالی کے محبوب، سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخ و بے ادب نہیں تھا۔ بے شک جہالت کی بنا پر اس سے کفر تک پہنچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں مگر آخر وقت میں مرنے سے پہلے اس کی توبہ بھی مشہور ہے اور جو اللہ کے محبوب کی شان میں گستاخ نہیں ہوتا اس کو توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند نے اقبال کا یہ شعر پڑھا:

بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

گر باو نرسیدی تمام بولہبی است

یہ شعر پڑھ کر حضرت کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور فرمانے لگے کہ اس شعر سے حضور ﷺ کے ساتھ اقبال کی سچی محبت ظاہر ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اقبال کے بارے میں توقف چاہیے اور حضرت کا یہ فرمان ناسازی طبع سے پندرہ سولہ سال پہلے کا ہے اور حضرت کے اس فرمان پر ہمارا عمل ہے۔

(فتاوی بدر العلماء، ص126، 229، ملخصاً)

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالی، ڈاکٹر اقبال کے ایک شعر کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمیں حکم ہے کہ مومن کے کلام کو اچھے معنوں پر محمول کرنا واجب ہے۔

(فتاوی شارح بخاری، ج2، ص486، ملتقطاً)

آپ رحمہ اللہ تعالی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اقبال کی توبہ مشہور ہے، بہت سے مستند عالموں نے اس کی (توبہ کی) روایت بھی کی ہے اس لیے اس کے بارے میں سکوت کیا جاتا ہے۔

(فتاوی شارح بخاری، ج3، ص491، ملتقطاً)

عبد مصطفی

یہ کوئی نئی بات نہیں

جب ہم جھوٹے مقررین اور ایسے نام نہاد علما کارد کرتے ہیں جنھوں نے اپنے افعال سے دین کو نقصان پہنچایا ہے اور علما کی جماعت کو بدنام کیا ہے تو کچھ لوگ جن کو شاید اپنی دکان کی فکر ہے، ہم سے کہتے ہیں کہ یہ علما کی توہین ہے اور تم علماے کرام کے گستاخ ہو۔۔۔!

یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ علماے متقدمین کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے کہ انھیں اِن دو نمبروں کارد کرنے کی وجہ سے برا بھلا کہا گیا اور تکلیفیں دی گئیں، چناں چہ:

مشہور تابعی، امام شعبی علیہ الرحمہ نے جب ایک مقرر سے بھرے مجمعے میں فرمایا کہ "اللہ سے ڈر اور جھوٹی روایت بیان مت کر" تو اس مقرر نے امام شعبی سے کہا کہ اے بد کردار تو میرا رد کرتا ہے اور پھر جوتا اٹھا کر امام شعبی کو مارنے لگا پھر پورا مجمع امام شعبی پر ٹوٹ پڑا!

(-تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص، امام جلال الدین سیوطی، ص203، 204

-والقصاص والمذکرین، علامہ ابن جوزی، ص302، 303

-والاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری، ملا علی قاری، ص85، 86

وموضوعات کبیر، مترجم، ملا علی قاری، ص64، 65)

اگر آج ایسوں کارد کرنے پر ہمیں برا بھلا کہا جاتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

عبد مصطفی

کوئی وقت بھی ہوتا ھے

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ بصرہ میں ایک شخص قریب المرگ (موت کے قریب) تھا-ایک شخص آیا اور مرنے والے سے کہنے لگا:

اے فلاں! اس طرح کہو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور اگر چاہو تو یوں کہو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ" (یعنی لفظ اللہ کو زبر کے ساتھ پڑھو) البتہ پہلی صورت (یعنی لفظ اللہ کو پیش کے ساتھ) پڑھنا امام سیبویہ کے نزدیک زیادہ اچھا ہے۔ یہ سن کر ابو العیناء نے کہا کہ یہ کنجری کی اولاد نزع کی حالت میں، مرنے والے پر نحویوں کے قول پیش کر رہا ہے۔

(ملخصاً: اخبار الحمقیٰ والمغفلین، مترجم، ص192، 193)

ہر کام کے لیے ایک صحیح وقت ہوتا ہے اور مناسب جگہ بھی۔ اگر آپ کے پاس علم ہے تو اسے ایسی جگہ بیان کریں جہاں اس کی ضرورت ہو۔ اگر آپ بھی مذکورہ شخص کی طرح مرنے والے کے سامنے عربی گرامر کے قواعد بیان کریں گے یا نا اہل لوگوں کے سامنے علم جھاڑیں گے تو آپ کو "اہل علم" میں نہیں بلکہ "کنجری کی اولاد" میں شمار کیا جائے گا۔

عبد مصطفی

OUR OTHER PAMPHLETS

















